144721 ـ كا خرچ بيٹيوں كے ذمہ ہے يا بيٹوں كے ذمہ ؟

سوال

ميرى چھ بہنيں اور پانچ بھائى ہيں ہمارے والد صاحب فوت ہو چكے ہيں، انہوں نے وراثت ميں ايك مكان چھوڑا ہے جو كرايہ پر ديا ہوا ہے، جب ہم نے كرايہ ميں سے اپنا حق طلب كيا تو ہمارا بڑا بھائى ناراض ہو گيا اور ہميں حصہ دينے سے انكار كر ديا، چنانچہ ہم نے عدالت ميں مقدمہ كر ديا تو اس نے كرائے ميں سے ہمارا حصہ دينا تسليم كر ليا، ليكن ہمارے اس فعل سے ناراض ہو كر والدہ كا خرچ بند كر ديا، كيونكہ اس كا ذہن تھا كہ ہميں اپنا حصہ وصول نہيں كرنا چاہيے تھا بلكہ اسے والدہ پر خرچ كرنا چاہيے تھا.
ہم سب بہنيں شادى شدہ ہيں اور كوئى كام بھى نہيں كرتيں، والدہ بيمار ہو كر ہاسپٹل ميں داخل ہوئيں تو بھائى نے اخراجات ادا كرنے سے انكار كر ديا، برائے مہربانى درج امور كى وضاحت فرمائيں:
والدين كا خرچ كس كے ذمہ واجب ہوتا ہے ؟
كيا بھائى كو حق حاصل ہے كہ وہ والدہ پر خرچ كرنے كى دليل دے كر كرايہ ميں سے ہمارا حصہ ركھ لے ؟
كيا استطاعت ہوتے ہوئے بھى بھائى والدہ پر خرچ كرنے سے رك سكتا ہے ؟ حالانكہ والدہ كو اخراجات كى ضرورت ہے؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

جواب :

اول:

اللہ سبحانہ و تعالى كے حكم كے مطابق وراثت تقسيم كرنا واجب ہے، اور اس ميں كوتاہى و زيادتى كرنے سے اجتناب كرنا چاہيے.

اللہ سبحانہ و تعالى نے وراثت كا ذكر كرنے كے بعد فرمايا ہے:

يہ اللہ كى حدود ہيں، اور جو كوئى بھى اللہ تعالى اور اس كے رسول كى اطاعت كرتا ہے، اللہ تعالى اسے ايسى جنتوں ميں داخل كريگا جس كے نيچے سے نہريں جارى ہيں، جن ميں وہ ہميشہ رہيں گے، اور يہ بہت بڑى كاميابى ہے

اور جو كوئى اللہ تعالى اور اس كے رسول كى نافرمان كرتا ہے اور اس كى حدود سے تجاوز كرے وہ جہنم كى آگ ميں

داخل ہوگا، اس میں ہمیشہ کے لیے رہےگا، اور اس کے لیے اہانت آمیز عذاب ہےالنساء (13 ـ 14).

اس لیے آپ کے بھائی کو اکیلے عمارت کا کرایہ استعمال کرنا اور باقی ورثاء کو اس سے محروم رکھنا جائز نہیں.

دوم:

تنگ دست والدین کا خرچ ان کی اولاد پر واجب ہے چاہے بیٹے ہوں یا بیٹیاں اگر وہ مالدار ہیں اور ان کے اور اولاد کے خرچ سے مال زائد ہے تو انہیں اپنے والدین کا خرچ ادا کرنا ہوگا.

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

اور تیرے رب کا فیصلہ ہے کہ اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت مت کرو، اور والدین کے ساتھ حسن سلوك سے پیش آؤ الاسراء (23).

اور ضرورت کے وقت والدین پر خرچ کرنا بھی حسن سلوك میں شامل ہوتا ہے.

ایك شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ:

لوگوں میں سے میرے لیے حسن سلوك کے اعتبار سے سب سے زیادہ کون حقدار ہے ؟

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری والدہ

اس نے عرض کیا: اس کے بعد کون ؟

تو رسول کریم صلی اللہ وسلم نے فرمایا: تیری والدہ

اس نے پھر عرض کیا: پھر کون ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری والدہ

اس نے پھر عرض کیا: پھر کون ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تیرا والد "

صحیح بخاری حدیث نمبر (5971) صحیح مسلم حدیث نمبر (2548).

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" يقينا مرد كے ليے سب سے پاكيزہ وہ ہے جو وہ اپنى كمائى ميں سے كھاتا ہے، اور اس كى اولاد اس كى كمائى ميں سے ہے "

سن ابو داود حديث نمبر (3528) علامہ البانى رحمہ اللہ نے صحيح ابو داود ميں اسے صحيح قرار ديا ہے.

اور ابن منذر رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" اہل علم كا اجماع ہے كہ تنگ دست والدين جن كى كوئى آمدنى نہيں اور نہ ہى ان كے پاس مال ہے تو اولاد كے مال ميں ان كا خرچ واجب ہے " انتہى

ديكھيں: المغنى (8 / 169).

اس بنا پر آپ كى والدہ كا خرچہ عمارت كے كرايہ ميں سے ان كے حصہ ميں سے ادا ہوگا، جو كہ آٹھواں حصہ بنتا ہے، اور آپ كو والدہ كو يہ بھى حق ہے كہ وہ اپنا حصہ كسى ايك وارث يا كسى دوسرے كو فروخت كر دے، اور اس مال سے اپنے اخراجات پورے كرے.

اور اگر يہ مال يا كرايہ اس كے اخراجات كے ليے كافى نہيں ہوتا تو پھر اس كى مالدار اولاد كے مال سے خرچ مكمل كرنا واجب ہوگا، چاہے وہ بيٹے يا بيٹياں ہوں.

چنانچہ اگر عورت شادى شدہ ہو اور اس كے اخراجات خاوند پورے كرتا ہے، اور اس كے پاس زيادہ مال و چاہے عمارت كے كرايہ ميں سے ہى تو اس پر اپنى ماں كا خرچ برداشت كرنا لازم ہے.

شيخ ابن جبرين رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" اور اگر والدين تنگ دست اور ضرورتمند ہوں اور بيٹى كے پاس اپنى ضرورت سے زائد مال ہو تو اس كے ليے اپنے والدين پر بقدر ضرورت خرچ كرنا لازم ہے، ليكن وہ اپنى ضرورت ميں كمى نہيں كريگى " انتہى

اور يہ خرچ وراثت كے مطابق ہوگا؛ كيونكہ عمومى فرمان بارى تعالى ہے:

اور وارث پر بھى اسى طرح ہے البقرۃ (233).

آپ كے بھائى كے ليے والدہ كے خرچ كى دليل اور بہانہ بنا كر كرايہ ميں سے آپ كا حصہ روك لينا جائز نہيں، بلكہ اسے ہر وارث كو اس كے حصہ كے مطابق رقم دينا ہوگى، اور سب مل كر اپنى والدہ كے اخراجات پورے كريں، يہ جہاں تك بھى پہنچ جائے پھر بھى ماں كے آپ پر جو حقوق ہيں ان كے برابر نہيں ہو سكتا.

امام بخاری رحمہ اللہ نے ادب المفرد میں ابو بردہ سے روایت کیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالی نے ایك یمنی شخص کو دیکھا کہ وہ اپنی والدہ اپنے کندھوں پر اٹھائے طواف کرا رہا ہے، اور وہ کہہ رہا ہے میں اپنی ماں کے لیے ایك مطیع اونٹ ہوں، اس نے ابن عمر سے عرض کیا:

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ میں نے اپنی ماں کا حق ادا کر دیا ہے ؟

ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا:

نہیں اللہ کی قسم تم نے تو ولادت کے وقت درد کی ایك لہر کا بھی حق ادا نہیں کیا "

الادب المفرد حدیث نمبر (18) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الادب المفرد میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

الزفرۃ تردد نفس کو کہتے ہیں، جو ولادت کے وقت عورت کو پیش آتا ہے.

اس لیے تم اللہ سبحانہ و تعالی کا تقوی اختیار کرتے ہوئے اپنی اصلاح کرو، اور اپنی والدہ کے متعلق اللہ تعالی کا خوف کھاؤ اور والدہ کا حق ادا کرو، کیونکہ تمہارے حسن سلوك اور صلہ رحمی کے لیے والدہ کا حق ہی سب سے زیادہ ہے.

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالی آپ کو سیدھی راہ کی دکھائے اور آپ کو توفیق نصیب کرے.

واللہ اعلم